ماہنامہ آبگینہ پشاور ۔ شمارہ 0474 – 2253008

مدیر: نعمان ع وصی ۔ مدیر اعزازی: ڈاکٹر ہما ع نعمان

ہمارے ہاں ہر سال ہزاروں ایسے بچے پیدا ہوتے ہیں جن کی پیدائش کے وقت ان کے والدین کی عمر میں بہت فرق ہوتا ہے۔ کہیں باپ کی عمر ماں سے دگنی ہوتی ہے تو کہیں ماں باپ سے بڑی دکھائی دیتی ہے۔ یہ فرق صرف عمر کا نہیں بلکہ سوچ، رویّوں اور زندگی کے تجربات کا بھی ہوتا ہے۔ اسی لیے ایسے رشتوں کو اکثر سماجی سوالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں عمر کے فرق کو اکثر ایک منفی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ لوگ فوراً یہ فرض کر لیتے ہیں کہ ایسے رشتے کی بنیاد ضرور کسی مفاد پر ہوگی۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ لڑکی نے دولت دیکھی ہے، کبھی کہا جاتا ہے کہ مرد کو صرف خدمت گزار چاہیے تھا۔ حالانکہ ہر رشتے کی طرح ایسے رشتے میں بھی محبت، سمجھوتے اور نباہ کی کہانی ہوتی ہے، جسے باہر سے سمجھنا آسان نہیں۔

عمر کا فرق اپنے ساتھ کچھ حقیقی مسائل بھی لاتا ہے۔ مختلف عمروں کے لوگ اکثر مختلف دنیاؤں میں جی رہے ہوتے ہیں۔ ان کی ترجیحات، توقعات اور طرزِ زندگی میں فرق آنا فطری ہے۔ اگر ایسے رشتے میں گفتگو کی جگہ نہ ہو تو غلط فہمیاں جلد تلخی میں بدل جاتی ہیں۔ اسی لیے ایسے رشتوں کو زیادہ صبر، برداشت اور کھلے دل کی ضرورت ہوتی ہے۔

دوسری طرف یہ بھی سچ ہے کہ عمر کا فرق ہمیشہ نقصان دہ نہیں ہوتا۔ کئی بار یہ رشتے زیادہ پختہ ثابت ہوتے ہیں کیونکہ ان میں جذبات کے ساتھ ساتھ عقل بھی شامل ہوتی ہے۔ بڑی عمر کا ساتھی اکثر زیادہ تحمل دکھاتا ہے، جبکہ کم عمر ساتھی کو سیکھنے اور سنبھلنے کا موقع ملتا ہے۔ اگر دونوں ایک دوسرے کو برابر کا انسان سمجھیں تو یہ فرق رکاوٹ نہیں رہتا۔

اصل مسئلہ عمر نہیں بلکہ رویّے ہیں۔ جب ایک ساتھی دوسرے کو کم تر سمجھنے لگے یا اپنی مرضی مسلط کرنے کی کوشش کرے تو رشتہ بوجھ بن جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ایسے رشتوں کو بھی اسی احترام اور برابری کی بنیاد پر دیکھا جائے جس کی ہر رشتے کو ضرورت ہوتی ہے۔

ہمارے ہاں ہر سال ہزاروں کم عمر بچے سکولوں سے باہر رہ جاتے ہیں

ضلع بھر میں 8 ہزار سے زائد بچے اور بچیاں سکول نہیں جاتے، 30 فیصد بچے صرف پرائمری تک تعلیم حاصل کر پاتے ہیں

عمر جمال ع ہمدرد (خصوصی نمائندہ آبگینہ)

ضلع خوشحال آباد میں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اس وقت 8 ہزار 412 بچے اور بچیاں ایسے ہیں جو عمر کے لحاظ سے سکول جانے کی عمر میں ہیں مگر کسی تعلیمی ادارے میں داخل نہیں۔ ان میں لڑکیوں کی تعداد 4 ہزار 975 اور لڑکوں کی 3 ہزار 437 بتائی گئی ہے۔ یہ تعداد ضلع کے مجموعی اسکول جانے والے بچوں کا تقریباً 18 فیصد بنتی ہے۔ ماہرین کے مطابق اصل تعداد اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے کیونکہ بہت سے بچوں کا کبھی اندراج ہی نہیں ہوا۔

ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفس خوشحال آباد کے ترجمان کے مطابق ضلع میں 1 ہزار 286 سرکاری اسکول موجود ہیں جن میں 214 پرائمری، 312 مڈل، 198 ہائی اور 76 ہائر سیکنڈری اسکول شامل ہیں۔ ان اسکولوں میں مجموعی طور پر 6720 طلبہ و طالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ ترجمان کے بقول ’’ہم نے ہر یونین کونسل میں اسکول جانے کی عمر کے بچوں کی فہرستیں تیار کرنے کا حکم دیا ہے، مگر کئی علاقوں سے رپورٹ آنے میں وقت لگ رہا ہے۔‘‘

ضلع کے 19 یونین کونسلوں میں کیے گئے ایک سروے کے مطابق سب سے زیادہ بچے کونسل نمبر 7 اور کونسل نمبر 12 میں ہیں، جہاں 1 ہزار 540 بچے اسکول سے باہر ہیں۔ سروے ٹیم کے رکن محمد یونس خٹک نے بتایا کہ ٹیم نے 6 ہزار 8 سو 30 گھروں کا دورہ کیا۔ ان کے مطابق ’’بہت سے والدین کا کہنا تھا کہ اسکول دور ہے، راستہ محفوظ نہیں یا گھر کے کام کاج کے لیے بچوں کی ضرورت ہے۔‘‘ انہوں نے کہا کہ کئی جگہوں پر لوگ لڑکیوں کی تعلیم کے بارے میں بھی تحفظات رکھتے ہیں۔

ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفس کے ترجمان کے مطابق اس صورتحال کی بڑی وجوہ میں غربت، اسکولوں کی کمی، بیت الخلا اور پینے کے پانی کی سہولت نہ ہونا، اساتذہ کی غیر حاضری اور والدین میں تعلیم کی اہمیت کا شعور کم ہونا شامل